Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 30, Sr.No.76, 2009, pp 91 - 104

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۰، جولائی۔ستمبر ۲۰۰۹ء، شمارہ ۷۶

عبدالعزیز البشری بحیثیت مزاح نگار

ڈاکٹر حارث مبین☆

Abstract:

Abdul Aziz al-Bashri is one of the great humorist of Arabic of our time. Arabic literature is rich in humor writing. There arose many humonists in Arabic Literature who made this genre equal to that of other literatures of the world. Abdul Aziz al-Bashri is also one of them. He died in 1943 in Egypt. He contributed to Arabic literature a lot and earned popularity in Arab world. He follow Arabic legendry writer al-Jahiz in his style and diction. This article is a study of Bashri's humourous contributions which feature classical Arabic literature, mordenrity and influence of western literature.

کہا جاتا ہے کہ انسان اور حیوان میں تفریق کرنے والی چیز ظرافت و مزاح ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ انسان کرۂ ارض کا واحد حیوان ہے جو ہنستا اور قہقہے لگاتا ہے اور اس طرح انسان کو حیوانِ ناطق کی بجائے حیوانِ ضاحک بھی کہا جاسکتا ہے۔ اِنسان ہنسنے اور ہنسانے کے فن سے کب واقف ہوا، اس کے متعلق تو حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا، البتہ یہ بات طے شدہ ہے کہ ظرافت و مزاح اس دُنیا میں اِتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود انسان۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

دُنیا کی سب سے قدیم تہذیب مصر کے باشندے تو یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عالم ہست و بود کو مسکراہٹ سے جنم دیا[1]۔ ہمیں دُنیا کی تمام قدیم متمدن اقوام کا ادب طنز ومزاح اور ظرافت و فکاہت سے مالا مال نظر آئے گا۔ اہل مصر و یونان اور چینیوں کے یہاں اس کے عمدہ نمونے دیکھے جاسکتے ہیں۔

بعض مستشرقین کی رائے کہ قدیم عربی ادب طنز ومزاح سے خالی ہے، خلافِ حقیقت ہے[2]۔ بہت سی مثالیں جاہلی ادب سے پیش کی جاسکتی ہیں[3]۔ جاہلی شعراء کی ہجو گوئی میں جہاں ایک طرف طنز کے تیر ہیں وہاں دوسری طرف مزاح کی لطافت بھی ہے۔ عربی ادب کا عظیم نثر نگار ادیب جس نے طنز ومزاح کو شعوبیہ کی تحریک میں باقاعدہ ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور فکاہی ادب کی طرح ڈالی، وہ عباسی دور کا نابغۂ عصر انشاء پرداز ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ (۲۵۵ متوفی ھ) ہے۔ اس کی معروف کتب میں سے کتاب البخلاء، کتاب المضاحک، کتاب الملح والطرف، کتاب المزاح والجد اور کتاب التربیع والتدویر وغیرہ طنز ومزاح کے عمدہ ترین نمونوں سے بھری پڑی ہیں[4]۔ جاحظ نے اپنی قوتِ مشاہدہ، ہلکی پھلکی شگفتہ طبیعت، خوش مزاجی اور ہجو گوئی کے فطری میلان کے باوصف مختلف معاشرتی کرداروں مثلاً: اساتذہ، موسیقاروں، گویوں اور کاتبوں کا خاکہ اُڑانے میں ظرافت وطنز کے فن کو بامِ کمال تک پہنچایا۔[5]

جاحظ حاضر دماغ اور ذہین وفطین ہونے کے ساتھ ساتھ منہ پھٹ بھی تھا، اس کی زبان درازی سے رؤسا و امراء اور منصبِ خلافت بھی محفوظ نہ تھا۔ اپنے طنز ومزاح اور حاضر جوابی کے بارے میں خود کہتا ہے کہ مجھے زندگی میں کبھی کسی نے لاجواب اور شرمندہ نہیں کیا، ماسوائے دو عورتوں کے۔ (واضح رہے کہ جاحظ پست قد، قبیح صورت، کریہہ المنظر اور اُبھری

ہوئی آنکھوں والا تھا) ہوا یوں کہ ایک دراز قد عورت جاحظ کے پاس آئی تو جاحظ نے بیٹھے ہوئے ہی اس کی طرف دیکھ کر کہا: ''انزلی کلی معنا'' (تو ساری کی ساری ہماری طرف اُتر)، اُس عورت نے برجستہ کہا: ''اِصعد أنتَ حتی تری الدنیا'' (تو اُوپر چڑھ تاکہ تُو دُنیا دیکھ سکے) جاحظ کے پست قد پر اس سے اچھی طنز اور کیا ہوسکتی تھی۔ جاحظ کہتا ہے کہ ایک دن میں اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا تو ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ آپ میرے ساتھ بازار چلیں، مجھے وہاں آپ سے ضروری کام ہے۔ میں اس کے ساتھ چل دیا، وہ ایک یہودی مجسمہ ساز کی دکان پر جا رُکی اور اُسے کہنے لگی: ''مثل هذا'' (اس کی طرح کا) اور جاحظ کو خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ جاحظ نے مجسمہ ساز سے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا، یہ عورت میرے پاس آکر کہنے لگی کہ مجھے شیطان کی شکل کا ایک مجسمہ بنادو تو میں نے کہا، محترمہ میں نے تو شیطان کو کبھی نہیں دیکھا، پھر وہ تمہیں میرے پاس لے آئی[6]۔

طنز و مزاح میں ابوالعیناء، الحمدونی اور المعری عباسی دور کی نمایاں شخصیات ہیں۔

عصرِ حاضر میں عرب معاشرے کی اجتماعی و سیاسی اقدار میں تغیرات کے سبب جدید عربی ادب جن نئے رجحانات و ترجیحات سے روشناس ہوا، طنز و مزاح کا اِن جدید احوال و ظروف سے متاثر ہونا فطری عمل تھا، لہٰذا مصر میں باقاعدہ فکاہیہ صحافت کی بنیاد پڑی اور اسماعیل پاشا کے دور میں یعقوب صنوع (۱۸۳۹ء۔۱۹۱۲ء) نے مشرق کے پہلے فکاہی جریدے ''جریدہ مسلیات ومضحکات'' کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد جریدہ ''ابونظارۃ'' پیرس اور بعد میں مصر سے جاری کیا[7]۔ جس میں عامیہ زبان اور کارٹون کے ذریعے سے اسماعیل پاشا کی سیاسی پالیسیوں کا مزاحیہ خاکہ پیش کیا جاتا۔ اسماعیل پاشا کو شیخ البلد، شیخ الحارۃ (شیخ محلّہ) اور فرعون کے لقب سے پیش کیا جاتا تھا جبکہ یعقوب صنوع خود کو ''ابونظارۃ'' اور مصری

کسان کو ''الفلاح المصری'' کے کردار میں پیش کرتا[8]۔

اس کے بعد مصر کے معروف مزاح نگار عبداللہ ندیم (۱۸۴۵ء۔۱۸۹۶ء) نے ۱۸۸۱ء میں ''التنکیت والتکبیت'' کے نام سے ایک فکاہیہ مجلّہ جاری کیا، جس نے طنز و مزاح کو نئی جہت دی۔ عبداللہ ندیم ۱۸۹۲ء میں ''الاستاذ'' کے نام سے نیا مجلّہ شائع کیا جس میں فصحیٰ کے ساتھ ساتھ عامیہ زبان میں بھی مضامین شائع ہوتے[9]۔ ارغول، حمارة منیتی، خیال الظل، مجلة السیف، البعکوکة، کشکول اور مجلة الفکاهة نے فکاہی ادب کو عربی زبان میں نیا اسلوب عطا کیا[10]۔

جدید عربی ادب میں طنز و مزاح کو جس خوبصورت اسلوب سے عبدالعزیز البشری نے روشناس کرایا، وہ اُسے دیگر ہم عصر ادباء میں ممتاز کرتا ہے۔ عبدالعزیز البشری ۱۸۸۶ء میں شیخ سلیم البشری کے یہاں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد دو مرتبہ شیخ الازہر کے منصب پر فائز ہوئے۔ اس طرح بشری کو روایتی علوم کی تعلیم و تربیت ورثے میں ملی۔ اوائلِ عمر میں قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد جامعہ الازہر میں بنیادی دینی علوم، تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی[11]۔ بشری نے ایک طرف روایتی علوم کی تعلیم حاصل کی تو دوسری طرف اس دور میں جامعہ الازہر میں احیاء و تجدید کے اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ عبدالعزیز نے کھلے دل و دماغ سے ان اثرات کو قبول کیا، اسی دور میں مصر کے مشہور ادیب المویلحی (۱۸۵۸ء۔۱۹۳۰ء) نے مشہور ہفت روزہ ''مصباح الشرق'' جاری کیا جس نے انیسویں صدی کی عرب شخصیات کے فکر و فن پر مغربی طرزِ اسلوب پر نقد و جرح کی طرح ڈالی۔ بشری اس اسلوبِ تنقید سے نہ صرف متاثر ہوئے بلکہ انہوں نے اسی طرز پر بعض تنقیدی مضامین بھی لکھے۔ وہ وزارتِ اوقاف اور وزارتِ تعلیم میں کچھ عرصہ سیکرٹری

رہے۔ انہوں نے شرعی عدالت میں بھی خدمات انجام دیں۔ آخری عمر میں اکادیمی برائے عربی زبان، قاہرہ کے سربراہ رہے اور اسی ذمہ داری کو انجام دیتے ہوئے ۲۵ مارچ ۱۹۴۳ء داعیٔ اجل کو لبیک کہا(12)۔ ذیل میں عبدالعزیز البشری کے ادبی آثار کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے:

فی المرآۃ:

یہ بشری کے مختلف مشاہیر علم و ادب کے سوانحی خاکوں پر مبنی مجموعہ ہے جو "السیاسۃ الاسبوعیۃ" میں مختلف اوقات میں شائع ہوتے رہے۔ ۱۹۲۷ء میں دارالکتب المصریۃ نے اسے کتابی صورت میں پہلی مرتبہ شائع کیا۔ اس کتاب کے مقدمہ سے پہلے مؤلف انتساب کرتے ہوئے لکھتا ہے: "اُن حضرات کے نام جن کے بارے میں میں نے لکھا ہے، یقیناً آپ لوگ ہی اس کے مستحق ہیں کہ اسے آپ کی طرف منسوب کیا جائے۔ آپ میں سے جو کوئی اس آئینہ میں اپنا عکس دیکھے اور اُسے اپنی تصویر عجیب لگے تو وہ اللہ کی حمد و ثناء کرے جس نے اس کی صورت کو یوں بنایا ہے، میرا کام تو محض اس تصویر کی نقل دکھانا اور عکاسی کرنا ہے"۔

ان خاکوں میں بشری نے مختلف سیاسی، ادبی، معاشرتی اور دینی شخصیات کو تختۂ مشق بنایا ہے، ان تمام مشاہیر کے ساتھ دوستانہ تعلقات کی وجہ سے بشری نے اِن کے ذاتی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بہت قریب سے دیکھا اور پھر اپنے فکاہیہ طرزِ اسلوب کے ساتھ الفاظ کے آئینہ میں ان تصاویر کو جلا بخشی، ان مشاہیر میں عدلی یکن، سعد زغلول، محجوب ثابت، احمد لطفی السید، حافظ رمضان، حافظ ابراہیم، اسماعیل صدقی، عزیز عزت پاشا، احمد شوقی اور محمد محمود وغیرہ جیسی معروف شخصیات شامل ہیں۔

المختار:

یہ کتاب بشری کے مقالات کا مجموعہ ہے جو مختلف ادبی مجلّات اور اخبارات میں

شائع ہوتے رہے۔ بشری نے مرض الموت کے دوران میں دوستوں کے مشورے سے ان مضامین کو کتابی صورت میں پیش کرنے کی اجازت دی جسے دو اجزاء میں شائع کیا گیا۔ پہلا جزء تین اقسام پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں عربی ادب کے مختلف ادوار میں ترویج و ترقی اور عربی تنقید پر بحث کی گئی ہے۔ دوسری فصل بشری کی انشائیہ تحریروں کا احاطہ کرتی ہے۔ جبکہ احمد شوقی کی شاعری پر چند تنقیدی مضامین بھی اسی فصل میں شامل ہیں۔ تیسرے حصے میں چند مشاہیرِ علم و ادب کے سوانحی خاکے شامل ہیں۔

اس کتاب کا دوسرا جزء دو ابواب پر مشتمل پہلے باب میں کلمۂ فن پر بحث کی گئی ہے، پھر فنِ بلاغت اور فنِ موسیقی پر تفصیلی مضامین شامل ہیں۔ دوسرا باب مزاح، لطائف و ظرافت پر مشتمل ہے اور آخر میں مصر کے بلند پایہ مزاح نگاروں کے فن پر بحث کی گئی ہے۔

قطوف:

یہ کتاب اس کے دینی و معاشرتی علوم پر مقالات کا مجموعہ ہے جسے اس کی وفات کے بعد مصر کے معروف ادیب و نقاد طہ حسین نے اپنے وقیع مقدمہ کے ساتھ شائع کیا۔

التربية الوطنية:

یہ کتاب بشری نے ۱۹۲۸ء میں اس وقت لکھی جب وہ وزارتِ تعلیم میں سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ کتاب قومی تعلیم و تربیت کے موضوع پر ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب عرصۂ دراز تک مصر کے نصابِ تعلیم کا حصہ رہی۔[13]

عبدالعزیز البشری اپنے حلقۂ رفقاء میں حسن اطوار، شائستگی، شیریں بیانی، مزاح گوئی اور حسِ ظرافت کی وجہ سے ہردلعزیز تھے۔ اپنے لطائف سے روتے ہوئے کو ہنسانا اور غم زدہ دلوں میں گدگدی کرنے میں بشری کو کمال حاصل تھا[13]۔ ان تمام اوصاف کے ساتھ

ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ عبدالعزیز بشریٰ عصبی المزاج اور تند خو واقع ہوا تھا۔ روانی طبع اور جولانی اسلوب میں وہ اپنے قریبی دوستوں کو بھی رگید ڈالتا تھا، اسی لئے اس کا حلقۂ احباب بھی اس کی زبان درازی سے محفوظ رہنے کے لئے بہت محتاط رہتا۔ بشری خود اپنے ایک قائد دوست کے بارے میں ذکر کرتا ہے کہ جب اُسے کسی نے ایک رات اطلاع دی کہ بشری کا مضمون اس کے بارے میں اگلے دن کے "مرآة السیاسة الاسبوعیة" میں شائع ہو رہا ہے تو وہ بوجہ اضطراب رات بھر سو نہ سکا اور اگلے دن مضمون پڑھتے تک مضطرب رہا[14]۔

بشری نے دُنیا کو بڑے قریب سے دیکھا وہ ہر قسم کی مجالس و محافل میں حاضر ہوتا اور اس کے حلقۂ احباب میں ہر مکتبۂ فکر کے لوگ شامل تھے۔ ادیب و صحافی، علماء و صوفیاء، فن کار و مغنی ہر ایک کے ساتھ گاڑی چھنتی تھی۔ ایک جگہ پر جم کر بیٹھنا اس کے مزاج میں نہ تھا، اس کے لیل و نہار قاہرہ کے اطراف و اکناف میں مختلف مجالس اور قہوہ خانوں میں دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں گزرتے۔ بقول طہٰ حسین:

"بشری ان لوگوں میں سے تھا جنہیں ایک جگہ قرار نہیں اور مادی و معنوی تغیر و تنقل اُن کی گھٹی میں ہوتا ہے"[15]۔

مصر میں ادبی انجمن اور کلب کا رواج انیسویں صدی کے آخری عشروں اور بیسویں صدی کے ابتداء میں عام ہوا، ان کلبوں میں ہفتہ میں دو یا تین ادبی نشستیں ہوتیں جن میں نامور ادباء و شعراء حصہ لیتے۔ نثر و شعر اور فن و نقد کی ترویج میں ان مجالسِ ادبیہ نے اہم کردار ادا کیا۔ ان ادبی مجالس میں ایک اہم ترین مجلس "امیرة نازلی فاضل" کا کلب تھا، جو مصر میں ترقی پسند خواتین کی سرخیل اور عالمِ عرب میں آزادیٔ نسواں کی تحریک کی روحِ رواں تھی، قاسم امین (۱۸۶۳ء۔۱۹۰۸ء)، جو مصر میں آزادیٔ نسواں کی علامت شمار ہوتا ہے، نے نازلی کی تحریک پر ہی "تحریر المرأة" لکھی، جس نے مصر کے دینی اور علمی حلقوں میں

ہلچل مچادی[16]۔ امیرۃ نازلی کے کلب اور دوسرے کئی ایسے ادبی وعلمی مراکز تھے، جن سے عبدالعزیز بشری فیض یاب ہوتا رہا۔قہوہ خانوں میں بھی شام کے بعد ادبی محفلیں جمتیں، جیسا کہ ہمارے یہاں لاہور میں پاک ٹی ہاؤس اور شیزان میں ادباء وشعراء جمع ہوا کرتے تھے، قاہرۃ میں بارالللواء یا قہوۃ اللواء معروف ترین قہوہ خانہ تھا، جہاں مشاہیر ادب جمع ہوتے اور ان میں بشری کے ساتھ فکاہیہ مجلّہ کشکول اور السیاسۃ الاسبوعیۃ کے ایڈیٹر بھی بیٹھتے اور رات گئے تک ادب وفن کے ہر پہلو پر بحث ہوتی[17]۔ طنز وظرافت کے تیر چلتے اور مزاح کے کتنے ہی نثر پارے یہیں تخلیق ہوتے۔

عبدالعزیز البشری موسیقی کا اوائلِ عمر سے ہی بڑا دلدادہ تھا۔ اس نے ہم عصر فنکاروں سے گہرے مراسم استوار کئے اور فن موسیقی کے ساتھ اس کی وابستگی صرف سماعت کی حد تک ہی محدود نہ تھی بلکہ اس نے اِس فن میں قدرتِ تامہ حاصل کی۔مختلف اساتذۂ فن سے کسبِ فیض کیا جن میں عبدہ الحامولی، محمد عثمان اور عبدالحیٔ حلمی سرفہرست ہیں[18]۔

بشری کی فکری وادبی تربیت میں دو عوامل کا اہم ترین کردار ہے، اس نے الازہر کی روایتی دینی فضاء میں تعلیم حاصل کی جہاں ابھی جدید رجحانات کا عمل دخل عام نہ ہوا تھا اور مغربی اسالیبِ ادب وتنقید نے پذیرائی حاصل نہ کی تھی، مگر جامعہ مصریہ کے افتتاح سے قاہرہ کے علمی وادبی حلقوں میں جدیدِ مغربی رجحانات کی آبیاری ہوئی اور بشری نے اس نئی فضاء سے کھلے دل ودماغ اور روشن فکر وعقل کے ساتھ استفادہ کیا۔ اسے براہِ راست جامعہ مصریہ (بعدازاں جس کو ۱۹۲۵ء میں جامعہ فواد اول کا نام دیا گیا) میں داخل ہوکر مستفید ہونے کا موقع تو نہ ملا مگر وہ جامعہ کے اساتذہ وطلباء سے مسلسل رابطے میں رہا اور ان کے ادبی وعلمی افکار وخیالات سے استفادہ کرتا رہا۔ جامعہ مصریہ کے لطفی سید، طٰہ حسین اور ذکی

مبارک جیسے عظیم ادباء کے ساتھ اس کے دوستانہ مراسم تھے اور بشری کے فکر وفن میں جدت پسندی کے عنصر کو اجاگر کرنے میں ان مشاہیر کی صحبت کا گہرا اثر تھا[19]۔

دار الکتب المصریۃ نے بھی بشری کی علمی و ادبی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ اس ادارے کی بنیاد علی مبارک نے ۱۸۷۰ء میں رکھی۔ اس ادارے نے مصر کی نئی نسل میں علم وادب کی ترویج واشاعت میں اہم ترین کردار ادا کیا[20]۔

بشری کے والد شیخ سلیم بشری دارالکتب کی لغوی انجمن کے صدر بھی رہے، اس لئے یہاں پر بشری کو اپنی علمی تشنگی کی تسکین کا بھرپور موقع ملا۔ اس نے جدید مغربی ادب کے تراجم کا یہیں مطالعہ کیا، جس نے اس کے اندر جدید ادبی رجحانات کو جلابخشی اور وہ طنزومزاح کے نئے اسالیب اور پیرایۂ ظرافت سے متعارف ہوا[21]۔

بشری کی ادبی تربیت اور فکری تثقیف میں ایک مؤثر ترین عنصر مصر میں ھزلی صحافت کا ظہور بھی ہے۔ اٹھارہویں صدی کے اخیر اور انیسویں صدی کی ابتداء میں عرب دُنیا میں پریس میڈیا کے توسط سے ایک انقلاب برپا ہوا اور صحافت کی دُنیا میں الھلال، الاحرام، مقتطف، الرسالۃ اور السیاسۃ الاسبوعۃ منصۂ شہود پر آئے۔ ادبی و سیاسی صحافت کی ترویج نے ھزلی اور طنزیہ صحافت کی راہ ہموار کی اور سیاسی و معاشرتی کمزوریوں کو عیاں کرنے کے لئے ادباء اور صحافتوں نے فکاہیہ صحافت کی بنیاد رکھی۔ عوامی احساسات و جذبات نے فکاہی وسحر یائی اسلوب میں اپنی نمود کا راستہ تلاش کیا۔ یعقوب صنوع کا ابونظارہ اور عبداللہ ندیم کا التنکیف والتبکیت اسی دور کی یادگار ہیں۔ بشری کی حس مزاح کو جلا بخشنے میں ان مزاحیہ مجلّات کا اہم کردار ہے، وہ ان مجلّات کو ایک عرصہ تک پڑھتا رہا اور پھر ان میں فکاہی کالم ومضامین تواتر لکھتا رہا[22]۔

بشری کی مزاحیہ اور طنزیہ تحریروں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح

ہو جائے گی کہ اس کی تحریر کے پس منظر میں تین تکوینی عناصر کا پرتو نظر آتا ہے۔ ایک تو وہ خالص عربی عنصر ہے جو جامعہ ازہر میں کلاسیکی عربی ادب کی تعلیم کے توسط سے اس کے مائل بہ مزاح طبیعت میں راسخ ہوا۔ عربی ادب کے کلاسیکی نثر پاروں کے مطالعہ کے دوران میں اسے سب سے زیادہ جاحظ کی تحریروں نے متاثر کیا، جبکہ اس نے اسی دور میں الاصفہانی، ابوالعینا، الحمدونی اور المعری کے فکاہیہ اور طنزیہ اسلوب سے فائدہ اُٹھایا۔ جاحظ کی طنزیہ اور فکاہیہ تحریروں کا اس نے بار بار مطالعہ کیا اور اس کے اسلوب کو نقل کرنے کی کوشش کی۔ خود بشری اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''عرصۂ دراز سے میں جاحظ کے اسلوب سے شناسا ہوں، اس کے پرجلال لہجہ، شکوہِ اسلوب اور ندرتِ فکر نے ہمیشہ مجھے متاثر کیا۔ اس کے اسلوب میں حد درجہ جدت، تمکنت، نزاکت اور جمال جلوہ گر ہے۔ اس کا سلیس و رواں اسلوب فکاہی انداز سے کسی چیز کی تصویر کشی کرتا ہے تو وہ چیز قاری کے سامنے مجسم بن کے رہ جاتی ہے[23]۔

بشری اپنے تند و تیز طنز اور رواں اسلوب میں جاحظ کا شاگردِ رشید ثابت ہوا اور اسی سے اُس نے بخل و مفت خوری کے موضوعات، استطرادِ موضوع کا فن اور سنجیدگی کو مزاح کی آمیزش دینے کا گر سیکھا۔ اس کے مزاح میں دوسرا عنصر خالص جدید مصری ادب کی اثر پذیری ہے، اس نے انیسویں صدی کے ادباء و مشاہیر کی تحریروں کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا، جبکہ ابراہیم المویلحی اور اس کے بیٹے محمد المویلحی کی تحریروں اور ان کے مجلّہ ''مصباح الشرق'' نے بشری کو بہت متاثر کیا۔

بشری ابراہیم المویلحی کے اسلوبِ طنز و مزاح اور شخصیات کے خاکے اُڑانے میں بہت متاثر ہوا۔ اسی طرح بعد میں جریدہ ''المؤید'' کے ایڈیٹر علی یوسف کے اسلوبِ مزاح نے اس کی ادبی تربیت پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ ابو نظارۃ اور التنکیت و التبکیت جیسے مجلّات کے فکاہی و ہزلی اسلوب اس کی ادبی زندگی میں اثر پذیری کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

عبدالعزیز البشری کے مزاح میں تیسرا عنصر مغربی ادب کی اثر پذیری ہے، اس نے مغربی آداب کے تراجم کا مطالعہ اور فرانسیسی زبان و ادب کو براہِ راست پڑھا۔ فرانسیسی مزاحیہ ادب کے مطالعہ کے دوران میں اُس نے بہت سی چیزیں اخذ کیں اور اپنی تحریروں میں فرانسیسی جملوں کا تڑکا لگاتا، اپنے دور کے ایک وزیر زیور پاشا کے بارے میں لکھتا ہے: ''زیور پاشا کی ریاست سے خیر خواہی کا اندازہ آپ کو تب ہوگا، جب آپ حکومت کے اسراف اور عوامی مال و دولت کو بے دریغ لٹانے پر تنقید کرتے ہیں تو وہ فوراً کہتا ہے: (Egypt est riche) یعنی ''مصر امیر تو ہے ناں''۔ شخصیات کے مزاحیہ سوانحی خاکے لکھنے میں بشری کو شہرتِ دوام ملی اور اس کے مزاحیہ اسلوب میں مغربی طرزِ اسلوب کی نمایاں آمیزش نظر آتی ہے[24]۔

بشری کے مزاج میں مزاحیہ تکوینی عناصر میں سے اس کی شکل وصورت کا بھی بڑا عمل دخل تھا۔ ماہرینِ نفسیات و فلاسفہ نے مزاح کے تین محرکات بیان کئے ہیں: برتری کا احساس (Superiority)، غیر مطابقت (Incongruity) اور دباؤ کی تخفیف (Relief of Tension)[25]۔ غیر مطابقت میں انسانی اعضاء کا عدمِ توازن بھی شامل ہے۔ حقیقی مزاح نگار تو وہ ہوتا ہے جو خود پر قہقہے لگا سکے۔ بشری کی ہیئتِ کذائی کا اس کے مزاحیہ اسلوب میں بڑا عمل دخل تھا۔ اس کا بے ہنگم لانبا قد، کبڑی کمر، بکھرے گھنگھریالے بال، سرخ موٹی آنکھیں، پھیلے ہوئے موٹے موٹے ہونٹ اور ان کے پیچھے بے ترتیب دانت اور سب سے بڑھ کر کالا رنگ، اس کی شخصیت کا مسخرانہ تاثر اُبھارتے تھے۔ انسان کے نقش و نگار اور ظاہری صورت کا بھی اُس کے مزاج پر اثر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں جاحظ اور عصرِ حاضر کے بلند پایہ عرب مزاح نگار عبدالقادر المازنی اور امام العبد کی مثال دی جاسکتی ہے[26]۔

بشری جاحظ کی طرح شخصیات کا خاکہ اُڑانے میں مختلف اعضاء کو ہدفِ طنز بناتا ہے۔کسی شخصیت کا انتہائی نحیف یا پھر ضخیم ہونا، پست قد یا طویل القامت ہونا، آنکھ، ناک، کان اور گنجا ہونے کو مزاحیہ انداز میں پیش کرتا ہے۔اس کی کتاب فی المرآۃ میں شخصی خاکوں میں یہ عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔

وہ مصر کی معروف سیاسی شخصیت عبدالحمید سعید کے خاکے میں لکھتے ہیں:

''وہ لغوی معنی میں عبقری (کثیر الالوان و کثیر الجہات) شخصیت کے مالک ہیں۔ لانبوں میں سب سے لمبے اور چوڑوں میں سب سے چوڑے، ڈیل ڈول میں اتنے دیوقامت کہ ہیاکل سلیمانی میں سے کوئی ہیکل کھڑا ہو، بھاری بھرکم چہرہ کہ جس کے اردگرد داڑھی کا جنگل منڈلاتا رہتا ہے، جسے کسی قینچی یا کٹر سے تراش خراش کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی، اس کے چوڑے چکلے سینے میں اس کے ضخیم و کجیم جسم کی طرح مضبوط توانا، پرعزم دل ہے جو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے ہر وقت دھڑکتا رہتا ہے۔[27]

بشری عصر حاضر میں مصری معاشرہ میں پائی جانے والی کمزوریوں، امراء کی ریاکاری و مکاری اور عوام کی جہالت و نااہلی پر تنقید کرنے والے ادباء میں سے سب سے بڑا ناقد ہے۔ وہ معاشرے کی فرسودہ روایات اور معاشرتی رواجات کی مزاحیہ انداز میں اس طرح تصویر کشی کرتا ہے کہ وہ نشتر لگانے کے ساتھ ساتھ زخموں پر مرہم بھی رکھ جاتا ہے۔ بشری نے ہر طبقہ فکر کے عیوب اور درپردہ حقائق کو اس طرح ہلکے پھلکے انداز سے پیش کیا ہے کہ خلش کم اور گداز زیادہ پیدا ہوتا ہے۔وہ مذہبی رہبر، سیاسی قائد، طبیب، پروفیسر، جج اور وکیل ہر پیشہ ور کی خامیوں کو اجاگر کرنے میں ماہر نظر آئے گا۔

☆☆☆

حواشی

(۱) سها عبدالستار السطوحی، دکتورة: السخرية فی الأدب العربی الحديث، الهيئة المصرية العامة الكتاب، القاهرة، مصر، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۱

(۲) محمد خلف الله احمد: دراسات فی الادب الاسلامی، دارالمعارف، القاهرة، مصر، ۱۹۴۷ء، ص: ۱۳۸

(۳) طه، د. نعمان محمد امین: السخرية فی الادب العربی، دارالتوفيقية، القاهرة، الطبعة الاولی، ۱۹۷۸ء، ص: ۵۸.۶۸.

(۴) ایضاً، ص: ۱۵۳

(۵) *محمد کاظم: عربی ادب کی تاریخ دورِ جاہلیت سے موجودہ دور تک، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص: ۱۸۳*

(۶) *طہ، د.نعمان محمد امین: السخریۃ فی الادب العربی، ص: ۱۵۴*

(۷) حمدی السکوت، دکتور: قاموس الأدب العربی الحديث دار الشروق، القاهرة، مصر، الطبعة الأولی، ۲۰۰۷ء، ص۶۱۸

(۸) سها عبدالستار السطوحی، دکتورة: السخرية فی الأدب العربی الحديث، الهيئة المصرية العامة الكتاب، القاهرة، مصر، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۵

(۹) نوفل، د. يوسف حسن: الأب الحديث فی العالم العربی و مصادر دراسه، الشركة المصرية العامة، لونجمان القاهرة، مصر، الطبعة الأولی ۲۰۰۸ء، ص: ۲۰۳.

(۱۰) سها عبدالستار السطوحی، دکتورة: السخرية فی الأدب العربی الحديث، الهيئة المصرية العامة الكتاب، القاهرة، مصر، ۲۰۰۷ء، ص: ۳۰-۲۹

(۱۱) خفاجی، د. محمد عبدالمنعم: صفحات من الفكر المصری العربی، مكتبة الأنجليز المصرية، القاهرة، مصر، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۴۶.

(۱۲) الزركلی، خيرالدين: الأعلام، دارالعلوم للملايين، بيروت، لبنان، الطبعة السابعة مايو

١٩٨٦ ء المجلد الرابع، ص :١٨

(١٣) سها عبدالستار السطوحی، دكتورة: السخرية فى الأدب العربى الحديث، الهيئة المصرية العامة الكتاب، القاهرة، مصر، ٢٠٠٧ء، ص :٨١

(۱۴) أيضاً، ص:۸۳

(۱۵) البشری، عبدالعزیز: قطوف، دارالكتاب المصرى، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى، ١٩٤٧ء، ج:١، ع المقدمة.

(۱۶) سها عبدالستار السطوحی، دكتورة: السخرية فى الأدب العربى الحديث، الهيئة المصرية العامة الكتاب، القاهرة، مصر، ٢٠٠٧ء، ص :٨٦

(۱۷) أيضاً، ص:۸۷

(۱۸) أيضاً، ص:۸۳

(۱۹) أيضاً، ص:۸۴

(۲۰) حمدى السكوت، دكتور: قاموس الأدب العربى الحديث دار الشروق، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى، ٢٠٠٧ء، ص٢٠٣

____و التنوجی، محمد: المعجم المفصل فى الأدب، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الثانية، ١٩٩٩ء، ج:٢، ص:٣٣٢

(۲۱) سها عبدالستار السطوحی، دكتورة: السخرية فى الأدب العربى الحديث، الهيئة المصرية العامة الكتاب، القاهرة، مصر، ٢٠٠٧ء، ص :٨٥

(۲۲) ایضاً، ص:۸۶

(۲۳) ایضاً، ص:۹۰

(۲۴) ایضاً، ص:۹۴:۹۲

(۲۵) پاریکھ، ڈاکٹر رؤف: اُردو نثر میں مزاح نگاری، انجمن ترقیٔ اُردو پاکستان، طباعت اوّل ۱۹۹۷ء، ص:۱۵

(۲۶) سها عبدالستار السطوحی، دكتورة: السخرية فى الأدب العربى الحديث، الهيئة المصرية العامة الكتاب، القاهرة، مصر، ٢٠٠٧ء، ص :١١٠

(۲۷) سها عبدالستار السطوحی، دكتورة: السخرية فى الأدب العربى الحديث، الهيئة المصرية العامة الكتاب، القاهرة، مصر، ٢٠٠٧ء، ص :١٤١